***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems
https://doi.org/10.5281/zenodo.21254321

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے فکری و روحانی مناہج کا اسلامی تصوف، دینی و سماجی اصلاح اور ادارہ سازی کے فروغ میں کردار: ایک تحقیقی مطالعہ

Dr. Muhammad Shah
Darghah Hazrat Makhdoom Abdul Rasheed Haqqani
Headmaster Govt. Elementary School 2-M.R Multan
dr.muhammadshahmakhdoom@gmail.com
https://orcid.org/0009-0003-4007-6800

Prof. Dr. Saeed ur Rahman
Dean, Faculty of Humanities and Head of the Department of Islamic Studies,
University of Southern Punjab Multan
x-Chairman, Department of Islamic Studies BZU Multan

Abstract

The intellectual and spiritual thought of Sheikh Baha-u-Din Zakariya Multani occupies a distinctive place in the history of Islamic mysticism and the Suhrawardi tradition. This study explores the fundamental principles of his thought and examines its religious, spiritual, social, educational, economic, and political significance in the development of Muslim society in the Indian Subcontinent. Employing historical and analytical approaches, the study argues that his intellectual framework was founded upon Tawḥīd, Dhikr, strict adherence to the Qur'an and the Sunnah, the supremacy of Sharīʿah over Ṭarīqah, sincerity, spiritual discipline, lawful livelihood, and service to humanity.

The study demonstrates that Sheikh Baha-u-Din Zakariya Multani developed a dynamic model of Sufism that rejected both excessive asceticism and material indulgence, advocating instead a harmonious balance between spiritual excellence and active participation in society. Through the institutionalization of the khānqāh, he integrated religious scholarship, spiritual training, moral refinement, and public welfare into a unified educational system. His emphasis on lawful earning, vocational skills, ethical conduct, and social responsibility transformed the Suhrawardi Order into a vibrant movement of religious and social reform. His spiritual authority also influenced rulers, scholars, and the wider community, while his disciples played a significant role in strengthening the spread of Islamic teachings throughout the Indian Subcontinent.

The study concludes that the thought of Sheikh Baha-u-Din Zakariya Multani represents a comprehensive paradigm of Islamic spirituality in which faith, knowledge, ethics, social engagement, and institutional development are harmoniously integrated. His intellectual legacy continues to offer valuable insights into the study of Islamic civilization, Sufism, and the reformative traditions of South Asia.

***Keywords**: Suhrawardi tradition, Tawḥīd, Dhikr, Sharīʿah, khānqāh, Islamic civilization, Sufism, South Asia*

تمہید:

شیخ بہاء الدین زکریاملتانی اسلامی تصوف اور سہروردی روایت کے نمایاں ترین اکابر میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی فکری و روحانی شخصیت نے برصغیر کے مسلم معاشرے کی دینی، روحانی، سماجی، تعلیمی، معاشی اور سیاسی تشکیل میں گہرا اثر ڈالا۔ زیرِ نظر مطالعہ تاریخی اور تجزیاتی طریقۂ کار کے ذریعے ان کے فکر کے بنیادی اصولوں کا جائزہ لیتا ہے اور یہ واضح کرتا ہے کہ ان کا فکری نظام توحید، ذکر، قرآن و سنت کی پابندی، شریعت کی طریقت پر برتری، اخلاص، روحانی ریاضت، حلال رزق اور خدمتِ خلق جیسے اصولوں پر قائم تھا۔ انہوں نے تصوف کا ایسا متوازن اور فعال نمونہ پیش کیا جس میں نہ تو افراطی زہد کی گنجائش تھی اور نہ ہی دنیاوی آسودگی کی بے اعتدالی کی؛ بلکہ روحانی کمال اور سماجی عملیت کے درمیان ہم آہنگی کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔ خانقاہی نظام کے ذریعے انہوں نے دینی تعلیم، روحانی تربیت، اخلاقی تزکیہ اور عوامی فلاح کو ایک مربوط تعلیمی و اصلاحی ڈھانچے میں سمو دیا۔ ان کی تعلیمات نے سہروردی سلسلے کو ایک زندہ دینی و سماجی تحریک میں بدل دیا، جس کے اثرات حکمرانوں، علما، عوام اور ان کے مریدین کے ذریعے پورے برصغیر میں اسلامی تعلیمات کے فروغ کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

حضرت بہاءالدین زکریا کے حالاتِ زندگی:

پنجاب میں جس بزرگ نے صوفیاء میں سب سے زیادہ شہرت پائی وہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریاہیں آپ نے لوگوں کی ظاہری و باطنی تربیت کرنے اور اسلام کو مخالف تہذیب میں بلند مرتبہ عطا کرنے میں نمایاں کوششیں کیں۔ آپ کی شہرت نہ صرف پنجاب بلکہ دنیا کے مختلف ممالک تک پھیل چکی ہے۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ آپ کے مریدین اور ہدایت یافتہ لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور دوسری وجہ آپ کو اور آپ کے خلفاء کو ہر دور میں کم و بیش سیاسی اقتدار حاصل رہا۔

> "شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا کی شخصیت اس قدر متعارف ہے کہ ہزاروں خانوادے محض آپ کے نام نامی اسم گرامی کی برکت سے غیر فانی شہرت حاصل کر چکے ہیں دراصل غوث العالمین حضرت بہاء الدین زکریانے سالہاسال کی ریاضت اور خدا وند کریم کی عنایت سے ایسا مقام حاصل کر لیا کہ رہتی دنیا تک کروڑوں راہ سلوک کے مسافر آپ سے فیض حاصل کرتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ شہر جس میں آپ محو خواب ہیں (یعنی ملتان) شرف و عظمت میں بغداد اور اجمیر کی طرح شہرت دوام حاصل کر چکا ہے۔ سندھ سے آئے ہوئے مریدین کا تو یہ عالم دیکھا ہے کہ شہر میں جوتا پہن کر چلنا بے ادبی تصور کرتے ہیں۔"[i]

بعض مورخین حضرت بہاء الدین زکریا کا شجرہ نسب اس طرح بیان کرتے ہیں۔

حضرت بہاء الدین زکریابن حضرت شیخ وجیہہ الدین محمد غوث بن حضرت شیخ ابو بکر کمال الدین علی شاہ بن سلطان جلال الدین بن سلطان علی قاضی بن سلطان شمس الدین محمد کروڑی بن شیخ سلطان حسین بن سلطان میر اللہ بن سلطان حسین بن سلطان مطرف بن سلطان خزیمہ بن سلطان حازم بن سلطان تاج الدین بن عبد الرحیم بن عبد الرحمن بن مہیار بن اسد بن ہاشم بن عبد مناف۔[ii]

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کی پیدائش شب جمعۃ جمعہ 27 رمضان المبارک 566ھ لیلۃ القدر صبح صادق بمقام کوٹ کروڑ ہوئی۔[iii] بعض روایات میں 565ھ بھی ملتا ہے۔[iv]

مگر 566ھ ہی درست ہے کیونکہ بنیادی ماخذات میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے اور یہ بھی ملتا ہے کہ جس رات آپ کی پیدائش ہوئی اس رات سے عید الفطر تک دن میں آپ نے ماں کا دودھ نہ پیا اور روزہ دار رہے۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریانے ابتدائی تعلیم ملتان میں حاصل کی سات برس کی عمر میں سات قرأتوں سے قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ کے استاد نصیر الدین بلخی تھے۔[v] منبع البرکات فارسی قلمی نسخے میں یہ عبارت ہے۔ "شیخ بہاء الدین حفظ قرآن مجید باہفت قرأت در کوٹ کروڑ از مولانا نصیر الدین بلخی حاصل کرو۔"[vi] جس کے مطابق آپ کے کوٹ کروڑ میں ہی مولانا نصیر الدین بلخی سے سات قرأتوں سے قرآن حفظ کیا اس دوران جب عمر مبارک 11 سال تھی تو والد (577ھ) فوت ہو گئے۔ آپ 579ھ میں ملتان آئے اور نامور اساتذہ سے علوم حاصل کیے۔ آپ 581ھ میں خراسان تشریف لے گئے۔ سات سال وہاں مختلف علوم پر دسترس حاصل کی۔ پھر 588ھ میں بخارا تشریف لے گئے اور مختلف علوم شریعہ پر

دسترس حاصل کرنے کے بعد اجتہاد کے درجے کو پہنچ گئے۔ یہی سے آپ نے علم الاخلاق اور روحانی علوم پر توجہ دی۔ اس زمانے میں آپ کی کمال درجہ عفت اور قابلیت کے سبب لوگ آپ حضرت بہاء الدین فرشتہ پکارنے لگے۔ بخارا میں آپ کے علم و کردار نے آپ کی شہرت کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ یہی وہ دور ہے جب آپ نے روحانیت کی اعلیٰ منزلیں طے کیں زہد و تقوی میں ممتاز مقام حاصل کیا۔ اسی دور میں آنحضرت ﷺ نے حضرت سید شہاب الدین سہروردی (م 633ھ) کو خواب میں زیارت کرا کے بہاء الدین زکریا کا تعارف کرایا۔[vii] وہاں سے 595ھ میں حج بیت اللہ کا قصد کیا تو عبادت میں اس قدر کمال حاصل تھا کہ ہر قدم پر دو رکعت شکرانہ ادا کیا اور یوں 596ھ میں کعبۃ اللہ تک پہنچے۔ حج کی ادائیگی کے بعد آپ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے جہاں پر 5 سال لگاتار (601ھ) تک کمال الدین یمنی سے صحاح میں سند حاصل کی۔ اس دوران ہر سال حج کے موقع پر استاد کے ساتھ مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے۔[viii] بعض روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ سند حدیث پانے کے بعد بھی کچھ عرصہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ اور مسجد نبوی میں دائیں جانب ایک خاص مقام پر مختلف رہے اور وہ جگہ بعد میں بھی آپ کے نام سے منسوب رہی۔[ix]

روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضری کے دوران بہت کچھ حاصل کیا اور وہاں سے بیت المقدس تشریف لے گئے جہاں انبیاء کی قبور کی زیارت کی اور پھر مرشد کی تلاش آپ کو بغداد لے آئی۔ اور پھر آستانہ شیخ شہاب الدین سہروردی (632ھ) کی طرف کھینچے چلے گئے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے دیکھتے ہی نہایت شفقت سے گلے لگایا اور فرمایا۔

> "اے بہاء الدین دس سال ہو گئے کہ سرکار ﷺ کی زیارت کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شہاب معراج کی رات جس نے دیکھا کہ عرش کے نیچے ملائکہ کے جھرمٹ میں کرتہ زیب تن کیے ٹوپی پہنے ایک شخص ذکر اللہ میں جھوم رہا ہے۔ میں نے قریب جا کر آواز سنی تو اس کی زبان سے اللہ کا ورد جاری تھا۔ میرے تجس پر ندا آئی کہ یہ کرتہ اور ٹوپی زیب تن کر کے ذکر اللہ میں جھومنے والا بندی تیرا امتی ہے اس کی روح یوم الست بر بکم سے محبت الہی میں سرشار کر اللہ میں منہمک ہے اس دن سے آج تک یہ ذکر اللہ میں مست جھوم رہا ہے اس کا نام بہاء الدین ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے تمہاری نشانیاں بتائیں اور یوں میں نے تجھے پہچان لیا۔[x]

> حضرت بہاء الدین زکریا کو جس قدر کمال اور قدر و منزلت حاصل ہوئی وہ دراصل اسی آستانہ کا فیض تھا۔[xi]

614ھ میں حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتان میں داخل ہوئے مخدوم عبد الرشید حقانی منتظر تھے۔ ایک عرصہ کی جدائی تھی دیکھتے ہی دیکھتے بغلگیر ہو کر چشمان کرم پر آب ہو گئی۔ حضرت بہاء الدین زکریا والدہ کی یاد میں روئے اور فاتحہ خوانی کی۔ کچھ دنوں میں بزگوار کی وصیت کے مطابق رشیدہ بانو عرف بصراں بی بی کا نکاح حضرت بہاء الدین زکریا سے ہو گیا۔ اموال اور خزائن جو صدیوں سے چلے آرہے تھے اور مخدوم عبد الرشید حقانی بحیثیت امین ان کی نگہداشت کر رہے تھے غوث العالمین کے سپرد کیے اور حجاز مقدس جانے کی اجازت طلب کی۔ چاروناچار بہاء الدین زکریا نے جانے کی اجازت دے دی۔ حضرت رشیدہ بانو کے بطن سے حضرت بہاء الدین زکریا کے سات فرزند ہوئے۔[xii] جبکہ نور احمد خان فریدی نے آپ کی دو ازواج بتائے۔ دوسری بیوی شہر بانو تھی جس سے دو فرزند اور رشیدہ بانو سے پانچ فرزند۔[xiii]

بہاء الدین زکریا نے یہاں پر عظیم الشان مدرسہ کی بنیادی رکھی اور ساتھ ہی ساتھ طالبان حق کیلئے خانقاہ تعمیر کی۔ بہاء الدین زکریا کے مدرسہ بھائیہ میں سر ہزار افراد علم کی وشنی لیکر پورے ہندوستان میں پھیل گئے۔ اور اسی طرح آپ کی خانقاہ سے لاکھوں تشنگان حق فیض پاتے رہے انہیں فرزندان حق کی بدولت اسلام مغربی پنجاب اور سندھ تک پھیل گیا۔

حضرت بہاء الدین زکریا نے سو سال کے قریب عمر طویل پائی لیکن ان کی زندگی میں جو قابل رشک بات ہے وہ یہ ہے کہ حضرت کی جسمانی صحت آخری لمحات قابل رشک رہی۔ حضرت زندگی بھر بیمار نہ ہوئے۔ اور یہاں تک کہ آپ کے سر میں بھی کبھی درد نہ ہوا۔[xiv] حضرت بہاء الدین زکریا نے اور کئی سلاطین کا زمانہ دیکھا۔ صفر 666ھ بروز جمعرات نماز عصر کے بعد حجرہ میں تشریف لے گئے۔ شیخ صدر الدین عارف (615 تا 684ھ) دروازے پر کھڑے تھے آپ عبادت میں مشغول تھے اور ایک نورانی شکل میں بزرگ آئے ہاتھ میں رقعہ تھا۔ شیخ صدر الدین عارف سے کہا کہ اس کو بہاء الدین زکریا تک پہنچا دو۔ اس کا عنوان دیکھا تو حالت متغیر ہو گئی۔ بعض کہتے ہیں کہ تحریر تھا۔

ارجعی الی ربک راضیة مرضیة-----[xv]

خط حضرت بہاءالدین زکریا کو دے کر آئے تو قاصد کو ناپایا۔ حضرت بہاءالدین زکریا نے خط پڑھا تو سجدہ میں گئے اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ شیخ صدر الدین عارف حجرے میں داخل ہوئے تو حضرت بہاءالدین زکریا وصال پا چکے تھے۔ حالت سجدہ میں تھے اور حجرہ کے چاروں طرف سے یہ آواز بلند ہو رہی تھی۔

وصل الحبيب إلى الحبيب............دوست دوست سے جاملا۔[xvi]

حجرے مبارک سے بے مثال خوشبو چاروں طرف پھیل گئی۔ عمر مبارک سو سال تھی۔[xvii] آپ کا نماز جنازہ شیخ صدر الدین عارف نے پڑھایا۔ شیخ عمر العمودی نے مسل دیا اور آپ کو آپ کے تعمیر کردہ مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ یہ مقبرہ اپنی نوعیت کا منفرد مقبرہ ہے۔ طرز تعمیر کے لحاظ سے اعلیٰ نمونہ ہے اس قسم کا مقبرہ برصغیر میں سونی پت کے مقام پر بھی ہے۔[xviii]

سن وفات میں اختلاف ہے بعض مورخین کے نزدیک 661ھ[xix]، بعض نے 665ھ[xx] اور بعض نے 666ھ بتائی ہے۔[xxi] مگر 7 صفر کو وصال فرمایا اس پر مورخین کا اتفاق ہے۔ خانقاہ پر یہ عبارت کندہ ہے خانقاہ حضرت غوث العالمین بہاءالدین زکریا 7 صفر 666ھ۔

شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی کی فکر کے روحانی مناہج اور اصلاح سازی میں فروغ:

حضرت شیخ بہاءالدین زکریا کی فکر کے بنیادی ماخذ میں ایک کتاب الاوراد" ہے جو حضرت شیخ بہاءالدین زکریا کے وصال کے کافی عرصہ بعد تک بھی خانقاہ میں ہر خاص وعام کا ورد رہی۔ حضرت کی تصانیف میں اس کتاب کو بہت اہمیت حاصل ہے۔[xxii] اس کا قدیم ترین نسخہ جو 290 صفحات پر مشتمل ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور کی لائبریری میں موجود ہے۔ یہ کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اور اس میں نمازوں کے آداب، طعام، غسل، دعا، لباس اور سفر کے متعلق احکام درج ہیں۔ آپ کی دوسری کتاب جو آپ کی فکر کی اساس ہے اس کا نام "شروط اربعین فی جلوس المعتکفین" ہے۔

تیسرا بڑا ماخذ خلاصۃ العارفین ہے کہ جو حضرت جلال الدین بخاری، بابا فرید الدین گنج شکر اور خواجہ نظام الدین اولیاء کے ملفوظات کہ جن میں بہاءالدین زکریا سے متعلق واقعات ہیں اسے دس قلمی نسخوں کی مدد سے ڈاکٹر شمیم زیدی نے اس کو مرتب کر کے چھپوایا۔ اب یہ ترجمہ ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ حضرت بہاءالدین زکریا کے ساتھ کچھ اشعار بھی منسوب کیے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر شمیم زیدی نے مختلف تذکروں سے انہیں اکٹھا کیا۔ ڈاکٹر عبدالحق مہر کی ذاتی لائبریری میں حضرت بہاءالدین زکریا کا دیوان فارسی قلمی دستیاب ہوا جس کے بعض اشعار کو ڈاکٹر روبینہ ترین نے اپنے تحقیقی مقالہ ملتان کی ادبی اور تہذیبی زندگی میں صوفیاء کا حصہ میں اسے زینت بنایا ہے۔[xxiii]

1۔ توحید باری تعالیٰ اور ذکر اللہ کی اہمیت

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ حضرت بہاءالدین زکریا ملتان نے اپنے بیانات میں اکثر یہ بات دہراتے رہتے یہاں تک اصحاب کو زبانی ہو گئی فرماتے ہر دروازے پر جانے کی بجائے ایک دروازہ (مالک حقیقی کا) پکڑلو اور مضبوطی سے پکڑلو کبھی کبھار یہ شعر ارشاد فرماتے:

بر ہر دری مرد کہ زتو آبرو رود

یک در برو بگیر ولی استور گیر

یعنی ہر دروازے پر نہ جا کہ تمہاری آبرو چلی جائے گی ایک دروازہ پکڑلے اور پھر اسے مضبوطی سے پکڑلے۔[xxiv]

ہر وقت خداوند تعالیٰ کی یاد کو اپنی زبان اور دل میں جگہ دیتے فرماتے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر خیر کو اپنے اوپر لازم کرلو اور اس سے ہر گز غفلت نہ کرو۔[xxv]

اگر کبھی کبھار ذکر اللہ سے غافل ہو جاتے ہو تو خود کو مردہ تصور کرتے۔ نور احمد خان فریدی نے اس ضمن میں ایک واقعہ نقل کیا ہے:

ایران کی سرزمین سے چند درویش حضرت بہاءالدین زکریا کی زیارت کیلئے آئے۔ ملتان آرہے تھے راستے میں ایک درخت ان کے نیچے آرام کیلئے بیٹھے تو چڑیاں بولنے لگیں۔ ایک بولی یہ درویش بہاءالدین زکریا کو ملنے جارہے ہیں۔ دوسری بولی مگر ان کا تو آج انتقال ہو گیا ہے۔ تیسری بولی آہ بے چاروں کا سفر بیکار جائے گا۔ درویش ایک دوسرے کا منہ

تکنے لگے۔ ایک درویش بولا چلو واپس چلو دوسرا بولا چلو ملتان چلتے ہیں کم از کم ان کی قبر پر فاتحہ تو پڑھیں گے۔ وہ درویش ملتان پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ بہاء الدین زکریا زندہ سلامت وعظ فرمارہے ہیں جب حضرت بہاءالدین زکریا سے دوریش ملاقات کے دوران اکٹھے ہوئے تو انہوں نے واقعہ بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ دونوں باتیں درست ہیں۔ پھر فرمایا ایک لمحہ فقیر پر ایسا وقت آیا کہ میرا دل خدا کی یاد سے غافل ہو گیا جس پر فرشتوں نے مشہور کر دیا کہ بہاء الدین زکریا فوت ہو گئے ہیں۔ چڑیوں نے یہ بات سن لی۔ اللہ اللہ ایہ وہ عظیم ہستیاں تھیں کہ اگر ایک لمحہ کیلئے خدا کی یاد سے غافل ہوتے تو غفلت کو موت سے تعبیر کرتے۔[xxvi]

2۔ سنت رسول کی راہ طریقت میں اہمیت

توحید اور ذکر الٰہی کے ساتھ ساتھ حضرت بہاءالدین زکریا میں عشق رسول اور سنت رسول ﷺ سے محبت بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کوئی کام سنت نبوی ﷺ سے ہٹ کر دیکھتے تو ضرور اس کی اصلاح فرماتے اور سنت سے متعلق اس کو آگاہی دیتے۔

ایک مرتبہ حضرت بہاء الدین زکریا کے پاس عبداللہ روی نامی شخص آپ سے روحانی تربیت کے حصول کیلئے حاضر ہوا۔ آپ اس سے ملے تو فرمایا اس سے قبل تم کہ مجاہدات میں قدم رکھو پہلے مجھ کو دو رکعت نفل پڑھ کر دکھاؤ جب وہ نماز کیلئے کھڑا ہو تو اپنے پاؤں کا فاصلہ قیام کی حالت میں سنت سے زیادہ رکھا آپ نے اسے سمجھایا اور صحیح فاصلہ رکھنے کو کہا مگر دوسری بار نفل پڑھنے لگا تو بھول کر زیادہ فاصلہ رکھ دیا یا عادت کی وجہ سے فاصلہ زیادہ رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے عبداللہ تو آبی میں جا کر ابھی علوم شریعہ پر مکمل دسترس حاصل کر لو پھر مجاہدات میں قدم رکھنا کیونکہ سنت رسول ﷺ پر عمل کے بغیر یہ سب کچھ بے کار ہے۔[xxvii]

حضرت بہاءالدین زکریا نے فرمایا کہ دین (ایمان) کی سلامتی نبی کریم ﷺ کی ذات پر درود پاک پڑھنے میں ہے۔[xxviii] اس طرح ایک مرتبہ حضرت شیخ بہاءالدین زکریا نے درویشوں کا کھانا کھاتے دیکھا تو ایک درویش کو دیکھا کہ جو روٹی سالن میں بھگو کر کھا رہا تھا۔ آپ نے اُسے دیکھتے ہی فرمایا سبحان اللہ ان سب فقیروں میں اس فقیر کا کھانا بہت خوب ہے۔[xxix] یعنی اس کھانے کو پسند فرمایا اور تعریف کی کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہو تھی۔

3۔ حصول رزق حلال اور خانقاہ خوشیہ میں عمل

رزق حلال کی اہمیت اور اس کے ساتھ ساتھ رزق حلال کے حصول کے اہتمام بارے انتظامات کرنا حضرت بہاءالدین زکریا کی فکر کا ایک اہم حصہ ہے۔ آپ نے ہمیشہ رزق حلال کے حصول کی کوشش کی اور اس کی تلقین مریدین کو کرتے۔ آپ کا معمول تھا کہ جب مرید سے بیعت لیتے، فرماتے کہ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے؟ پھر عہد لیتے کہ وعدہ کرکہ تو جو کچھ کمائے گا اس میں بد دیانتی نہیں کریگا اور اس طرح سے بیعت لیتے۔[xxx]

آپ کے ہاں بے شمار اور بے حساب دولت تھی اس سے زراعت اور تجارت میں سرمایہ لگاتے اور اس سے انتظامات چلاتے۔ آپ تجارت اور زراعت میں رزق حلال کے تمام لوازمات پورے کرنے کی کوشش کرتے۔ آپ کے ہاں رزق حلال کو خاص اہمیت حاصل تھی۔

یہی نہیں بلکہ رزق حلال بھی یوں ہو تا کہ جہاں انتہا درجے کی رضائے الٰہی مقصود ہوئی حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر فرماتے ہیں کہ میرا اکثر حضرت بہاءالدین زکریا کی خانقاہ پر جانا ہو تا آپ کی آمدنی خالص رزق حلال ہوتی بلکہ میں تو یہ دیکھا کہ جب آپ کے خدام آٹا پینے کیلئے چکیاں چلاتے تو اس دوران بھی ذوق وشوق سے قرآن پاک کے ختم کرتے تا کہ رزق حلال میں اور زیادہ قبولیت اور برکت ہو۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو لوگ یہ آٹا کھاتے ہوں گے ان کے اندر کس قدر خوف پیدا ہوتا ہو گا ان کی عبادت میں کتنی لذت ہوتی ہو گی اور اس کے ساتھ ساتھ کسی قدر نورانیت ہوتی ہو گی ان کے چہروں پر۔ سبحان اللہ

4۔ ضبط نفس اور بہاءالدین زکریا

حضرت بہاء الدین زکریا کی فکر میں ایک اہم موضوع ضبط نفس ہے۔ اسی خاطر آپ نے بے شمار مجاہدات کیے ہیں سال تک معمولی پانی سے روزہ افطار کرتے رہے۔ اسی طرح روزانہ معمول تھا کہ رات کو دو رکعت میں دو مرتبہ قرآن پاک کا ختم کرتے۔ اس قسم کے معمولات میں آپ اپنے شاگردوں اور مریدین کو بھی ضبط نفس کی بہت تلقین کرتے۔

وصال کے دنوں میں وصیت فرماتے ہوئے ان چند امور پر زور دیا کہ اے فرزندان! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ظاہر اور باطن سے خداوند کی ذات سے ڈرتے رہو جتنا ہو سکے کم کھاؤ اور کم سوؤ اور گناہوں کو دل سے نکال دو۔ روزے کثرت سے رکھو اور جنسی خواہشات کو دل سے نکال دو۔[xxxi]

ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب بندے کا تعلق حق تعالیٰ کے ساتھ قوی ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ اس کے نفس کو دنیوی غلاظتوں سے پاک کر دیتا ہے اس حالت میں بندے کی حرکات و سکنات نفسانی نہیں رہتی بلکہ روحانی ہو جاتی ہیں۔

اس کے بعد بندہ رب تعالیٰ کی نگہداشت میں آجاتا ہے بندہ کو جب یہ مقام حاصل ہوتا ہے تو امید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو منزل مقصود پر پہنچا دے گا۔[xxxii]

5۔ جذب و مستی، سماع

حضرت بہاء الدین زکریا کی فکر میں اگرچہ سماع کو وہ حیثیت نہیں جو حضرت بابا فرید الدین گنج کی فکر میں اہمیت ہے مگر جب آپ سماع کی محفلوں میں جاتے تو بعض شعروں اچھے شعروں پر وجد کی کیفیت بھی طاری ہو جاتی شاید یہ سب حضرت فخر الدین عراقی کی صحبت کی وجہ سے تھا۔[xxxiii]

غلبہ شوق اور جذب دستی آپ کے اندر موجود تھی اگرچہ آپ قلندریہ فرقے کے مخصوص انداز فکر اور طرز حیات سے اختلاف رکھتے تھے مگر جذب و مستی کو بُرا بھلا نہ کہتے ۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی جذب و مستی کے بارے میں انہوں نے فرمایا کہ اہل اسرار کیلئے یہ مناسب نہیں کہ ان کے رازوں کو افشاں کریں۔ غلبات شوق میں انہوں نے منادی کرا دی کہ جو کوئی میری زیارت کرے جہنم سے محفوظ رہے گا۔ جم غفیر اکٹھا ہو گیا تو بازاروں میں چلے گئے تاکہ زیادہ لوگ دیکھیں۔

آپ کی شخصیت میں خشک زاہدانہ اور تارک الدنیا درویشی نہ تھی آپ باغ و بہار شخصیت تھے شدت پسند نہ تھے آپ سماع سے لطف اندوز بھی ہوتے۔ وجد بھی آتا نیز جب فخر الدین عراقی خانقاہ میں قیام پذیر ہوئے تو اس دوران وہ شعر کہتے اور گاتے۔ جب مریدین نے اعتراض حضرت تک پہنچایا تو ارشاد فرمایا تمہارے لیے منع ہے مگر عراقی کیلئے منع نہیں ہے۔ آپ کی فکر کے عملی تقاضوں میں لچک پذیری آپ کی وہ امتیازی خوبی ہے جس نے تخلیقی فکر کی بدولت سلسلہ سہروردیہ کو عروج بخشا۔[xxxiv]

حضرت بہاء الدین زکریا سماع سے کبھی کبھی شغل فرماتے اور اس طرح شہاب الدین سہروردی بھی سماع کا شوق فرماتے اس طرح ابو نجیب عبد القاہر سہروردی کی کتاب المریدین میں سماع پر بحث موجود ہے۔[xxxv]

حضرت نظام الدین اولیاء (631ھ تا725ھ) فرماتے ہیں کہ جب حضرت بہاء الدین زکریا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (م366ھ) سے ملے تو اس دن سے سماع کی طرف میلان اور نرمی پائی گئی۔ قطب الدین بختیار کاکی کے اشعار سن کر حضرت بہاء الدین زکریا محبت الٰہی میں سرشار ہو کر جھومنے لگے اور یہ بھی روایات میں ملتا ہے کہ ایک دن اور رات ہوا میں جھومتے اور انہیں اپنی کچھ خبر نہ رہی اور جب اس مقام سے جدا ہوئے تو مصرع زبان پر جاری تھا۔

حاجی بہ سوی کعبہ رو ومن بہ سوی دوست

"یعنی حاجی تو کعبہ کی طرف جاتے ہیں اور میں اپنے دوست کی طرف جاتا ہوں۔"

یہ حضوری کی ایک کیفیت ہے جب بندہ کو ہر طرف خداوند تعالیٰ کی رات جلوہ گر نظر آتی ہے۔

6۔ شریعت کی طریقت پر بالادستی اور اہمیت

حضرت بہاء الدین زکریا کی تعلیمات اور فکر کی اساس دراصل راسخ الاعتقادیت پر بنی ہے اور یہ امر سہروردیہ کتب فکر کے عمومی رجحانات کے عین مطابق ہے۔ اصل میں سلسلہ سہروردیہ کے بانی حضرت ابو نجیب عبدالقاہر سہروردی(م1169ء)فکر و نظر کے معاملے میں حضرت جنید بغدادی(م297ھ) سے بہت متاثر تھے ان کی تعلیمات کا اساسی اصول یہ تھا کہ طریقت ہر لحاظ سے شریعت کے تابع ہو اسی فکر کو حضرت بہاء الدین زکریانے بھی اپنایا۔ بہاء الدین زکریانے ہر معاملے میں شریعت کو طریقت پر مقدم رکھا۔ تمام احکام شریعہ کی بجا آوری کو اہمیت دی۔[xxxvi] حضرت بہاء الدین زکریا جب ملتان میں قیام پذیر تھے تو حضرت قطب الدین کاشانی کے مدرسے میں روزانہ نماز باجماعت کیلئے تشریف لے جاتے حتیٰ کہ ایک دن مولانا قطب الدین کاشانی نے پوچھا حضور آپ علم وفضل اور زہد و تقویٰ میں یکتائے روزگار ہیں آپ اتنے بڑے بزرگ ہو کر میرے پیچھے نماز پڑھنے کیلئے کیوں آتے ہیں تو حضرت بہاء الدین زکریانے یہ حدیث پڑھی جس کا مفہوم ہے کہ جس نے تقوی اشعار امام کی اقتداء میں نماز پڑھی دراصل اس نے میرے پیچھے نماز پڑھی۔ اس لیے اتنا سفر کر کے یہاں نماز پڑھنے گئے کہ شریعت کی ایک ایک بات پر عمل ہو سکے۔[xxxvii]

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ بہاء الدین زکریا فرماتے تھے کہ نمازی کی پابندی کو اپنے اوپر لازم کو لو مجھ جو کچھ ملا اس نماز کی برکت سے ملا۔[xxxviii]

نور احمد خان فریدی نے حضرت بہاء الدین زکریا کے معمولات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ حضرت بہاء الدین زکریانے چھیانوے سال کی عمر تک باقاعدہ نماز باجماعت کا اہتمام فرمایا۔[xxxix] گویا حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی نے آخری عمر تک شریعت کو مقدم رکھا۔ فرماتے ہیں کہ مرید کیلئے لازم ہے کہ وہ شریعت کا عالم ہو تاکہ علم کے ساتھ عمل کر سکے علم اس کا رہبر ہو گا تو شیطان اس پر دست درازی نہ کر سکے گا۔[xl]

7۔ راہ طریقت میں صدق و اخلاق کا عنصر

مجمع الاخبار میں بہاء الدین زکریا کی وصیت نقل کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بندہ پر لازم ہے کہ اللہ تعالی کی عبادت نہایت صدق اور اخلاص سے کرے اور یہ اس طرح ہو کہ عبادات اور اذکار میں غیر اللہ کی نفی کرے اور ماسوائے اللہ کے ہر تصور کو ختم کر دے اور یہ حالت اس وقت درست ہو گی جب وہ اپنے احوال درست کرے گا اور اپنے اقوال واحوال میں ہر وقت محاسبہ کرے اپنے ہر فعل سے قبل بارگاہ رب العزت میں دعا کرے اور مدد مانگے فرمایا کہ اللہ کے ذکر کو اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ ذکر کرتے کرتے طالب اپنے محبوب تک پہنچ جاتا ہے۔ محبت ایسی آگ ہے جو تمام گناہوں کے میل کو صاف کر دیتی ہے اور اعمال میں اخلاص ہی دراصل اعمال کی قبولیت ہے۔[xli]

8۔ بہاء الدین زکریا کا نظریہ محبت اور حالت استغراق

حضرت بہاء الدین زکریا کی فکر کا ایک اور رخ آپ کی نظریہ محبت ہے آپ فرماتے ہیں کہ عاشقان الہی کے اندر سے نکلنے والی آہ دنیا کی ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ کوئی آگ محبت کی آگ سے زیادہ جلانے والا نہیں۔ عاشقوں کے سینے درد سے پر ہوتے ہیں عاشق قیامت کے دن اپنے محبوب خدا رب العزت کے دیدار کیلئے ترستے ہوں گے انہیں جنت کی طرف جانے کا حکم ہو گا مگر وہ محبوب کے دیدار کے متلاشی ہوں گے حتی کہ نور کی زنجیروں سے جکڑ کر ان عاشقوں کو جنت میں لے جایا جائے گا وہ دیدار خدا کی حسرت دل میں لیے کسی چیز کی طرف نگاہ نہ کریں گے۔ یہی بیان کرتے ہوئے حضرت بہاء الدین زکریا پر عشق و مستی کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ سات دن اور رات اس کیفیت میں مبتلا رہے یہ دو شعر پڑھتے اور زار و قطار روتے۔

با درد بساز چون دوادی تو منہم
در کس نفر چون آشنا تو منہم

"درد کو اپناؤ کہ میں تمہاری دوا ہوں اور کسی اور طرف مت دیکھو کیونکہ میں تمہارا آشنا ہوں۔"

گر بر سر کوئی عشق من کشتہ شوی
شکرانہ بدہ کہ خون بہا تو منہم

”اگر تم میرے عشق میں قتل بھی ہو جاؤ تو شکرانہ ادا نہ کرو کہ تمہارا خون بہا میں ہی ہوں۔“[xlii]

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ میں اور بہاء الدین زکریا بغداد میں مسجد کہف میں جمع تھے احباب ساتھ تھے کہ عشق الہی پر بات چل نکلی ایک دوست نے کہا کہ عشق میں ہجر کی تلوار سے ہر لحہ ہزاروں سر کاٹ دیے جا رہے ہیں تو اس پر حضرت بہاء الدین زکریا نے یہ دو شعر پڑھے:

در یار تو ای دوست چناں مدھوشم

صد تیغ اگر زنی بسر نخز و شم

آ ھی کہ زشنم بیاد تو وقت سحر

کر ھو دو جھان دھند ھم نفر و شم

اے دوست میں تو تیری یاد میں اتنا مدہوش ہوں کہ اگر میرے سر پر سو تلواریں ماری جائیں تو بھی آواز نہ نکالوں گا۔ میں وقت سحر تیری یاد میں آہیں بھرتا ہوں اگر اس کے بدلے میں دونوں جہاں بھی دیں تو بھی نہ چھوڑوں گا۔[xliii]

حضرت زکریا ملتانی کی حیات کا بیشتر حصہ محبت الہی میں سرشار حالت استغراق میں گزرا کئی کئی دن تن بدن کا ہوش نہ رہتا۔[xliv]

9۔ دنیاوی معاملات میں شرکت اور راہ طریقت

حضرت بہاء الدین زکریا کی فکر میں دنیا سے دوری اور نفرت نہیں تھی بلکہ آپ دنیاوی معاملات میں بڑھ چڑھ حصہ لیتے سے تے تھے۔ سندھ سے راوی تک آپ کی جائیدادیں تھیں کروڑوں کے حساب راہ خدا میں خرچ کرتے ۔ آپ کے دولت سے کوئی بھی خالی ہاتھ نہ جاتا۔ آپ فقیروں، مسکینوں اور مسافروں کیلئے لنگر میں ایسے ایسے عمدہ کھانے پکواتے کہ شاہی درباروں میں بھی نہ سکتے۔ پھر خود کی فقر وفاقہ کی زندگی اور سادہ زندگی گزارتے آپ اپنے مہمانوں کی دلجوئی کیلئے مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔[xlv]

حضرت بہاء الدین زکریا اگرچہ اپنی زندگی میں کثرت سے روزے رکھتے مگر خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا استعمال آخری عمر میں نہایت کثرت سے کرتے آخری عمر میں آپ روزے بہت کم رکھتے۔ دستر خوانوں پر گونا گوں نعمتیں ہوتیں اور کئی مرتبہ رغبت سے کھاتے نظر آتے اور ساتھ دوسروں کو بھی تلقین کرتے۔[xlvi]

لوگ اکثر آپ سے دنیا میں منہمک ہونے اور دولت و تونگری کو اختیار کرنے کے بارے سوال کرتے تو آپ فرماتے رب العزت کا ارشاد ہے۔” قل متاع الدنیا قلیل“۔ اور اس قلیل میں سے جو میرے پاس ہے وہ قلیل کا کونسا حصہ بنتا ہے اگرچہ تم کہتے ہو کہ یہ زیادہ ہے۔[xlvii] اصل بات یہی ہے کہ حضرت بہاء الدین زکریا نے اپنے کمال سے دنیا پر غلبہ پا لیا۔ اور دنیا کو اپنے اندر سمانے کیلئے جگہ نہ دی۔ مگر ظاہری طور پر دنیاوی معاملات میں شرکت کرتے لوگوں سے میل جول رکھتے خاص وعام، امیر و غریب، نیک و بد سب آپ کے پاس حاضر ہوتے آپ نے اسفار کے ذریعے پوری دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلانے کی کوشش کی۔ امراء اور بادشاہان وقت سے میل جول رکھا یہ سب دنیاداری کا ایک حصہ ہے جو کہ آپ کی فکر کا ایک لازم جزء ہے۔

10۔ صوفیانہ افکار اور سیاسی عمل دخل

حضرت بہاء الدین زکریا کی فکر کا ایک اور رُخ سیاسی میدان میں عمل دخل ہے۔ سہروردی صوفیاء اکثر سیاسی معاملات میں براہ راست شرکت کو پسند فرماتے یہاں حضرت بہاء الدین زکریا کی فکر میں اتنی بات ضرور ہے کہ انہوں نے شاہی درباروں سے تعلقات ضرور پیدا کیا مگر وہاں اسلامی ماحول بنانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔

ڈاکٹر شمیم زیدی نے لکھا کہ حضرت بہاء الدین زکریا نے شاہی درباروں کے ساتھ روابط استوار رکھے اور امراء حکمران کے ساتھ آمد و رفت رکھتے۔[xlviii] اس طرح ایک طرف تو حکمران سے تعلق سے لوگوں کے مسائل حل کرانے میں مدد ملتی دوسری اسلام کے فروغ میں دلچسپی لی اور عمل شروع کر دیا۔

11۔ حضرت بہاء الدین زکریا کا نظریہ درویشی، صوف اور خلوت

حضرت بہاء الدین زکریا درویشی اور صوف کے حوالے سے اپنا نظریہ بیان کرتے ہیں کہ جو درویش صرف پہنتا ہے تو اس پر واجب ہو جاتا ہے کہ تنہائی کو اختیار کرے اہل دنیا اس کے متعلقات سے دوری اختیار کرے دولت مندوں کی صحبت سے دوری اختیار کرے اس طرح صوف کا حق ادا ہو سکتا ہے۔[xlix]

فرماتے ہیں کہ صوف اور کمبل کا استعمال اس وقت جائز ہے جب انسان کے اندر تمام رزائل اخلاق نہ ہو اور اگر اس کا دل اوصاف کا رزیلہ سے صاف نہ ہو تو صوفی صوفی نہیں بن سکتا۔[l]

فرمایا کہ معرفت الہی کے سلسلے میں جب صوفی پہلا قدم اٹھاتا ہے تو ضروری ہو تا ہے کہ وہ دنیا ترک کر دے اور جب وہ دنیاوی کاموں میں مشغول ہو تا جاتا ہے تو اس مقصد سے دور ہو جاتا ہے اور جیسے جیسے انسان دنیا کی طرف توجہ کرتا ہے اسی قدر اللہ تعالی سے دور ہو جاتا ہے۔[li]

فرمایا کہ دنیا کی محبت کو دل سے نکالنے کا بہترین طریقہ خلوت اور عزلت کو اختیار کرنا پھر فرمایا کہ حکومت کو اختیار کرنے کیلئے دس باتوں کا ہونا بہت ضروری ہے۔

1۔ خلوت ایسی ہو کہ حق باطل سے الگ ہو سکے
2۔ زہد و تقوی لازم ہے
3۔ شدت اور محنت کو اپنی مرضی سے اختیار کیا جائے
4۔ خلوت کو سلامتی کیلئے اختیار کیا جائے
5۔ نظر ہر وقت عقبی کی طرف ہونی چاہیے
6۔ خود کو لوگوں سے کمتر سمجھا جائے
7۔ عمل میں سستی نہ کی جائے
8۔ اپنی حالت پر تکبر نہ کرے
9۔ دل کو فضول باتوں سے خالی کرے
10۔ جو چیز بھی حق سے دور کرے اس سے دور ہو جائے[lii]

گویا حضرت بہاء الدین زکریا کا نظریہ درویشی صوف اور خلوت کے بارے میں نظریات میں شریعت کو بر حال مقدم رکھا اور اس میں ان کی فکر اپنی خصوصیت کے اعتبار سے منفرد ہے۔

12۔ راہ طریق میں خدمت خلق اور جود وسخا کی اہمیت

حضرت بہاء الدین زکریا کی فکر میں خدمت خلق اور جود وسخا کا خاص اہمیت حاصل ہے۔ آپ نے سخاوت میں ایسے ایسے کارہائے نمایاں انجاد یے کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔ اسی طرح آپ کی فکر میں خدمت خلق کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ عطیات اور ذاتی جائیداد سے آپ کے پاس بہت بڑی دولت جمع تھی جس سے آپ مدرسہ اور خانقاہ کے اخراجات کے علاوہ غرباء، مساکین ہوتاجوں اور مسافروں کی مدد بھی فرماتے تھے۔ خانقاہ میں عام لنگر ہو تا جس میں ہر غریب، امیر اور مسافروں کو کھانا ملتا اور ہر آنے والے کو خالی ہاتھ بھی نہ جانے دیا بلکہ کچھ نہ کچھ دیا جاتا۔[liii]

ایک مرتبہ ایک خادم حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور آپ کا فلاں صندوق گم ہو گیا ہے کہ جس کے اندر ۵ ہزار دینار تھے۔ فرمایا الحمد للہ تھوڑی دیر بعد ایک اور خادم حاضر ہوا اور عرض کیا حضور وہ صندوق مل گیا ہے۔ فرمایا: الحمد للہ۔ پھر فرمایا فقیروں کیلئے دنیا کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے اور وہ ہر حال میں خدا تعالی کا شکر ادا کرتے ہیں پھر وہ صندوق منگوایا اور حکم دیا کہ اس کو غرباء میں تقسیم کر دیا جائے۔[liv]

ایک مرتبہ ملتان میں قحط پڑ گیا اور کہیں سے بھی غلہ میسر نہ تھا۔ والی ملتان نے آپ سے التماس کی کہ عوام کو غلہ دیا جائے آپ نے خدام کو حکم دیا کہ گودام کے دروازے کھول دو اور غلہ جتنا چاہیں لے جائیں۔ اتفاق سے غلہ کی کچھ بوریوں سے چاندی کے کٹورے نکلے تو والی ملتان نے معاملہ آگاہ کیا۔ حضرت بہاء الدین زکریا نے وہ کٹورے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں نے وہ غلے کے ساتھ ہی دے دیا ہے۔[lv] اس سے آپ کی سخاوت اور جود وسخا کے ساتھ مال دنیا سے بے تعلق کا اندازہ کیا جاتا سکتا ہے۔

13۔ راہ سلوک میں عوامی رابطے اور حاجت روائی

حضرت بہاءالدین زکریا کی فکر میں عوامی رابطے اور عوام سے تعلقات کا عنصر موجود تھا آپ لوگوں کی بھلائی کیلئے لوگوں سے ملتے اپنے گھر اور ان کے گھروں میں۔ آپ لوگوں کی حاجتیں سنتے اور ان کی مدد کرتے۔ آپ لوگوں کے مسائل سن کر امراء تک پہنچاتے تاکہ ان کی مدد کی جاسکے۔

ایک مرتبہ آپ اپنی خانقاہ سے باہر آئے آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب تھے اتفاق سے ایک شخص کو قرض خواہ نے پکڑ رکھا تھا اور اس شخص کے پاس کچھ نہ تھا جس سے قرضہ اتار سکے۔ اس شخص نے آپ سے مدد کی درخواست کی۔ آپ نے اس کی مدد کیلئے اپنا پاؤں زمین پر مارا تو سونے کا چشمہ پھوٹ پڑا آپ نے قرض خواہ سے کہا جتنا قرضہ لینا ہے اٹھالو۔ اس طرح آپ نے اس کی مدد کر دی۔[lvi]

اسی طرح ایک مرتبہ آپ اپنی خانقاہ میں موجود تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور میرے بیٹے کو ناصر الدین قباچہ نے ہزار سکوں کے بدلے پکڑ رکھا ہے اور اس طرح کے مظالم ڈھا رہا ہے۔ حضور آپ میری کچھ مدد کر دیں آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو ہوا میں ہزار سکے نمودار ہوئے آپ نے شخص سے کہا کہ جاؤ اٹھالو اور اپنے بیٹے کو چھڑاؤ۔[lvii] سوانح نگاروں نے ان واقعات کو کراماتی انداز میں بیان کیا ہے جس کی تصوف کی زبان میں گنجائش موجود ہے۔ مگر حضرت بہاءالدین زکریا کے پاس موجود بیت المال میں اس قدر وسعت تھی کہ یقیناً ان مواقع پر اس سے ہی حاجت مندوں کی حاجت روائی کی جاتی تھی۔

14۔ تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش کارد

حضرت بہاءالدین زکریا کی فکر کی اہم خوبی آپ کے اندر راسخ العقیدگی کا پایا جاتا ہے۔ ویسے بھی ساتویں صدی ہجری میں ملتان اور گردونواح میں قرامطہ نے اپنا غلبہ حاصل کر لیا اور اس دور میں صوفیاء بالخصوص ملتان کے صوفیاء نے اسکے خاتمے یا ان علاقوں صوفیاء کہ جن علاقوں میں قرامطہ کا غلبہ اور اس کے اثرات موجود تھے، میں راسخ العقیدہ ہونے کی بہت ضرورت تھی اس دور میں صوفیانہ آزاد خیالی کو تبلیغ ضرر رساں تھی۔ آپ نے اس معاملے میں شریعت کو ہمیشہ طریقت پر لازم رکھا اور صوفیانہ طرز عمل سے بھی غیر اسلامی اور آزادی رویوں کو پاک کر دیا۔ اسی دور میں مغربی پنجاب اور سندھ میں قرامطہ کے ساتھ ساتھ فرقہ قلندریہ بھی کافی بڑھتا جا رہا تھا اس میں تصوف میں غیر اسلامی رواج فروغ پاتے جا رہے تھے اور یہ سب راسخ العقیدہ ہونے کے خلاف تھا۔

قلندریہ سلسلہ کے ممتاز بزرگ حضرت شہباز قلندر کے خلاف مولانا قطب الدین کاشانی نے اس کی آزاد خیالی شرعی امور سے بے نیازی اور جذب و مستی میں انتہا کی وجہ سے کفر کا فتوی لگا دیا اور اسی جذب و مستی کے عالم میں حضرت سخی لعل شہباز قلندر، قاضی قطب الدین کاشانیکو تباہ و برباد کرنے کی غرض سے ملتان میں آیا۔ حضرت بہاءالدین زکریا نے اپنے جواں سال بھتیجے اور حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی (م 669ھ) کے فرزند حضرت مخدوم حسن کو مقابلے میں بھیجا۔ حضرت مخدوم حسن نے حضرت شہباز قلندر کو زیر کر دیا اور حضرت شہباز قلندر نے حضرت بہاءالدین زکریا کی اور ان کی روحانی اطاعت کو قبول کر لیا۔[lviii]

اسی طرح حضرت بہاءالدین زکریا نے اپنی خاص سوچ اور فکر سے تصوف میں غیر اسلامی اثرات کو بڑھنے سے روکا۔ شہباز قلندر کے ساتھ اس کے پھیلے ہوئے سندھ میں اثرات بھی ختم ہوئے اور حضرت بہاءالدین زکریا کی خالص اسلامی اور صوفیانہ سوچ نے اسلام کے اعلی تشخص کو برقرار رکھا۔

15۔ حضرت بہاءالدین زکریا کا زہد اور خشیت خداوندی

حضرت بہاءالدین زکریا کی فکر کی ایک صفت خشیت خداوندی ہے آپ عبادت و ریاضت میں کمال حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ عشق الہی کی اعلی ترین صفات آپ میں موجود تھیں ہر رات دو مرتبہ قرآن پاک کا ختم کرتے۔ مخلوق خدا کی بھلائی کرتے اور لوگوں سے کمال درجہ شفقت سے ملتے بے حساب دولت راہ خدا میں خرچ کرتے زندگی کا مقصد دین اسلام کی اشاعت و ترویج تھا مگر ان سب اعمال صالح کے باوجود آپ کی فکر میں جیسے ہی اعمال کا حساب دینے کی طرف دھیان جاتا گڑ گڑا کے خدا کے حضور معافی مانگتے۔ ایک مرتبہ حضرت بہاءالدین زکریا عالم مکاشفہ میں تھے جیسے ہی دھیان حشر کے مناظر کی طرف گیا حجرے کا دروازہ اندر سے بند کر دیا اور زار و قطار خوف سے رونے لگے اور استغفار کرتے ہوئے سجدہ میں گر گئے کئی دن گزر گئے مگر حالت یہی رہی نہ کھانے کا ہوش نہ پینے کا خیال بس مالک حقیقی کے حضور گڑ گڑا کر عاقبت کی بہتری مانگتے رہے گریہ وزاری سے مصلے آنسوؤں سے تر ہو

گیا۔ دردناک آواز حجرے کا باہر آتی رہی مگر کسی کی عرض کو سن کو دروازہ نہ کھولا۔ آخر حضرت شاہ الدین عالم جو کہ آپ کے محبوب ہوتے تھے آئے اور عرض کرنے لگے دادا حضور بس کریں دروازہ کھول دیں۔ غوث العالمین فرط محبت سے اٹھے اور دروازہ کھول دیا۔

حضرت شاہ رکن الدین عالم (649ھ تا735ھ) نے دیکھا کہ خدا شناس آنکھیں کثرت گریہ وزاری سے سوج چکی ہیں اور ان سے خون جاری ہے۔ عرض کرنے لگے حضور اتنی گریہ وزاری کا کیا سبب ہے؟

فرمایا میں نے عالم مکاشفہ میں دیکھا کہ بہاء الدین جو زہد وروع میں صاحب کمال تھا فوت ہو گیا اور جب حساب ہوا تو اس کی اطاعت وعبادت اس کے منہ پر ماری دی گئی۔ میں نے سوچا کہ مجھ فقیر کا میدان حشر میں کیا ہوا؟ یہی کہا اور پھر زار وقطار رونے لگے۔[lix]

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت بہاء الدین زکریا کی فکر میں خوف خدا کس قدر موجزن ہوتا تھا۔

نتائج تحقیق:

اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کی فکر اسلامی روحانیت کا ایک جامع اور ہمہ گیر نمونہ ہے، جس میں ایمان، علم، اخلاق، سماجی شمولیت اور ادارہ جاتی ترقی باہم مربوط ہیں۔ ان کے فکری نظام کی بنیاد توحید، ذکر، قرآن وسنت کی پیروی، شریعت کی بالادستی، اخلاص، روحانی مجاہدہ، حلال معاش اور خدمتِ انسانیت پر تھی۔ انہوں نے تصوف کو گوشہ نشینی اور دنیا سے بے تعلقی کے بجائے ایک متوازن طرزِ حیات کے طور پر پیش کیا، جس میں روحانی بلندی کے ساتھ معاشرتی ذمہ داری بھی شامل تھی۔ خانقاہ کو انہوں نے ایک ایسے تعلیمی وتربیتی مرکز کی صورت دی جہاں دینی علوم، روحانی تربیت، اخلاقی اصلاح اور عوامی بہبود دیکجا ہو گئے۔ حلال روزی، پیشہ ورانہ مہارت، اخلاقی کردار اور سماجی ذمہ داری پر ان کا زور سہروردی سلسلے کو دینی وسماجی اصلاح کی مؤثر تحریک میں تبدیل کرنے کا سبب بنا۔ ان کی روحانی وفکری قیادت نے حکمرانوں، علما اور عام لوگوں پر اثر ڈالا، جبکہ ان کے خلفا اور مریدین نے برصغیر میں اسلامی تعلیمات کے فروغ اور استحکام میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس طرح شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کا علمی وروحانی ورثہ اسلامی تہذیب، تصوف اور جنوبی ایشیا کی اصلاحی روایت کے مطالعے میں آج بھی غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔

حوالہ جات

i ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، قصر الادب نور محل ملتان، 1954، ص52

ii ۔ قریشی، شرف الدین، جامع الکرامات (اردو ترجمہ منبع البرکات)، مترجم فرزند علی شاہ، فنکار اکیڈمی بہاولپور، 1986ء، ص78

iii ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین، ملفوظ جلال الدین بخاری، بیکن بکس، لاہور، 2001، ص43

iv ۔ گیلانی، سید اولاد علی، مرقع ملتان، جاذب پبلشرز لاہور، 1995ء، ص216

v ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین، ص43

vi ۔ قریشی، شرف الدین، جامع الکرامات (اردو ترجمہ منبع البرکات)، فرزند علی شاہ، ص45

vii ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین، ص46

viii ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص95

ix ۔ ایضاً، ص96

x ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین، ص49

xi ۔ جامی، عبد الرحمن، نفحات الانس، مترجم شمس بریلوی، پروگریسو بکس، لاہور، 1395ھ، ص700

xii ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص118

xiii ۔ ایضاً، ص318

xiv ۔ ایضاً، ص311

xv ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین، ص83

xvi ۔ بشیر ناظم، اولیائے ملتان، ص22

xvii ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین ملفوظات جلال الدین بخاری، ص54

xviii ۔ عبد الحئ، مولانا، نزہۃ الخواطر، ص197

xix ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص313

xx ۔ گیلانی، سید اولاد علی، مرقع ملتان، 218

xxi ۔ عبد الحئ، مولانا، نزہۃ الخواطر، ص197

xxii ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص382-383

xxiii ۔ روبینہ ترین، ڈاکٹر، ملتان کی ادبی تہذیبی زندگی میں صوفیاء کا حصہ، ص145

xxiv ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین ملفوظ بابا فرید، ص72

xxv ۔ لطیف فریدی، انوار الاولیاء اللہ، شعاع ادب لاہور، 1908، ص105

xxvi ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص236

xxvii ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین ملفوظ بابا فرید، ص78

xxviii ۔ لطیف فریدی، انوار الاولیاء اللہ، ص61

xxix ۔ قدوسی، اعجاز الحق، تذکرہ صوفیائے پنجاب، سلیمان اکیڈمی کراچی، 1962ء، ص122

xxx ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص14

xxxi ۔ لطیف فریدی، انوار الاولیاء اللہ (ترجمہ اخبار الاخیار)، ص194

xxxii ۔ سندھی، ڈاکٹر، عبد المجید، پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص367

xxxiii ۔ فرشہ، محمد قاسم، تاریخ مشائخ کرام، ص406

xxxiv ۔ قاضی جاوید، پنجاب کے صوفی دانشور، ص96

xxxv ۔ سندھی، ڈاکٹر، عبد المجید، پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، ص363

xxxvi ۔ قاضی جاوید، پنجاب کے صوفی دانشور، ص90

xxxvii ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین ملفوظ نظام الدین اولیاء، ص79

xxxviii ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین ملفوظ بابا فرید مسعود گنج شکر، ص78

xxxix ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص124

xl ۔ سندھی، ڈاکٹر، عبد المجید، پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، ص366

xli ۔ ایضاً، ص367

xlii ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین ملفوظ بابا فرید مسعود گنج شکر، ص62

xliii ۔ ایضاً، ص62

xliv ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص238

xlv ۔ چشتی، عبد الرحمن، مرآۃ الاسرار (فارسی)، ص139

xlvi ۔ قاضی جاوید، پنجاب کے صوفی دانشور، ص92

xlvii ۔ شطاری، محمد غوثی، گلزار ابرارب، ص56

xlviii ۔ زیدی، ڈاکٹر شمیم، احوال آثار بہاء الدین زکریا، خلاصۃ العارفین (فارسی)، ص38

xlix ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین ملفوظات جلال الدین بخاری، ص55

l ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبد اللہ، خلاصۃ العارفین ملفوظ بابا فرید مسعود گنج شکر، ص67

li ۔ سندھی، ڈاکٹر، عبد المجید، پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، ص364

lii ۔ ایضاً، ص366

liii ۔ ایضاً، ص359

liv ۔ عبدالرحمن منشی، مرآۃ الاسرار، ص138

lv ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبداللہ، خلاصۃ العارفین ملفوظ نظام الدین اولیاء، ص78

lvi ۔ ضیاء الدین بن حافظ عبداللہ، خلاصۃ العارفین ملفوظ بابا فرید الدین گنج شکر، ص64

lvii ۔ ایضاً، ص65

lviii ۔ قاضی جاوید، پنجاب کے صوفی دانشور، ص94

lix ۔ فریدی، نور احمد خان، تذکرہ بہاء الدین زکریا، ص242